(Online) ISSN 2709-7633 (Print) | ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Analysis of the characters in Qarat-ul-Ain Haider's first novel "Mere Bhi Sanam Khane"(Research, Critical and Psychological Studies)

قرۃ العین حیدر کے پہلے ناول "میرے بھی صنم خانے" کے کرداروں کا تجزیہ (تحقیقی ، تنقیدی ونفسیاتی مطالعہ)

Humaira

Abdur Rashad

Afshan Jabeen

Assistant Professor Department of Urdu Islamia Collage Peshawar

Associate Professor Higher Education department at abdurrashad75@gmail.Com

Lecturer Department of Urdu Malakand University

Abstract

Quratulain Hyder wrote her first novel “Meray be Sanam Khanay" in 1949 when Progressive movement was the top trend in literature. Progressive writers belittled this novel and declared it merely worth a source of cheap entertainment for elite class of society. One of the progressive writers of that time called Quratulain as "Pom Pom Darling" in her satirical essay. None the less this novel presents the tragedy of intellectuals suffering from cultural decline, clash of civilization, migration and riots post Second World War and the partition of sub-continent." Meray be Sanam Khanay" is not only a historical document but also a of portrayal of the psychology and mentality of people of an important era. This research article tries to clarify all those misinterpretation and misconceptions due to which this novel has been denied its due place as a valuable piece of literature.

Key words- Qarat-ul-Ain Haider's first novel "Mere Bhi Sanam Khane" Research, Critical study

اس ناول کا موضوع دو تہذیبوں کے درمیان ٹکراو ، ہندوستان کی تقسیم اور اس تقسیم کے نتیجے میں رونما ہونیوالے فسادات اور ان تمام حالات کے پیش نظر انٹلیکچول نوجوان طبقے کے ذہنوں پر مرتب ہونے والے اثرات ہیں- اور ان اثرات کو اس ناول کے کرداروں کے نفسیاتی

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

کشمکش کے ذریعے پیش کیا گیا ہے-

ناول کا کردار رخشندہ عرف روشی ہے جو غفران منزل میں رہتی ہے- کنور عرفان علی ساکنہ مانا ٹھیر ریاست کے روشن خیال، وسیع النظر، اور قوت ارادی کے مالک انسان ہیں- بحیثیت والد نے اپنی بیٹی کو میرس کالج سے بیچلر ا ف ا رٹس کی تعلیم دلوائی ہے- امبر پور راج کے انور اعظم، اورشیر لہری کچھ اور نوجوان لڑکے لڑکیاں اس کے دوست ہیں- یہ سب دوست گروہ کی شکل میں مختلف موضوعات جیسے فلسفہ، ادب، سیاست، مصوری وغیرہ پر بحث و مباحثے کرتے رہتے ہیں-

”وہ جاڑوں میں لان پر سن شیڈز کے نیچے بیٹھ کر نیوایئر کے لیے ایڈیٹوریل اور مضمون لکھتے۔ ریڈیو کے لیے ومل جو انگریزی ڈرامے پروڈیوس کرتا، ان ڈراموں کی ریہرسلیں وہی لان پر کی جاتیں۔ وہاں سب جمع ہو جاتے۔ ڈائمنڈ، گنی، کرسٹابل، فیروز سب بحثیں کرتے۔ ریڈیو ڈرامے کی تکنیک پر ہر ایک اپنی اپنی ٹانگ اڑاتا۔ کرن کی انگریزی نظموں پر تنقید کی جاتی۔ وہ سب موسیقی کے دیوانے تھے۔ ان کی میوزک پارٹیاں پہروں ختم نہ ہوتیں۔ دوستوں نے غفران منزل کا نام جنرل ہیڈ کوارٹر رکھ چھوڑا تھا۔ ان سب کو ایک دوسرے کی رفاقت اور خلوص کے جذبے پر بھروسہ تھا اور یہ بھروسہ، یہ یقین بہت سی زندگیوں کے لیے بہت بڑا سہارا تھا۔ وہ سب ذہین بشاش طبیعتوں کے مالک تھے۔ وہ زندگی میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہتے تھے۔“ (1)

ڈاکٹر سلیم کا کردار نرگسیت کی وجہ سے روشنی کی چاہت نہ پاکر بٹک جاتا ہے-

اودھ کی مٹتی ہوئی تہذیب اور جاگیردارو طبقے کے زوال کی کہانی ہے بلکہ اس زوال شدہ تہذیب کے زیر اثر نفسیاتی کشمکش کے داخل خارج کو پیش کیا گیا ہے- اس لیے اپنے طبقے اور ماحول سے بیشتر کرداور ہم آہنگ ہیں لیکن روشی کا کردار ٹکراؤ کی وجہ سے مرکزی کرداور بن جاتاہے-

مثلاً رخشندہ کے کردار کو ہی لیجئے جس کی شخصیت ایک ایسے ماحول میں پروان چڑھی، جس میں ہندو اور مسلم کلچر کی آمیزش تھی- مثلاً لڑکے اور لڑکیوں کا ا زادانہ میل جول، جنسی رویوں سے قطعی لاپرواہ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جنس ان کا مسئلہ ہی نہیں، البتہ مصنفہ ان کرداروں کے ہلکے پھلکے رومانس کی ایک جھلک ضرور دکھاتی ہے- ڈاکٹر

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) | ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

سلیم جو رخشندہ کی محبت کا مرکز ہے مگر رخشندہ اپنی خود پسندی اپنی اور سماجی قدغنوں کی وجہ سے ڈاکٹر سلیم کے ساتھ ایسا رویہ برتتی ہے کہ جس سے مجبور ہو کر ڈاکٹر سلیم اپنی راہیں جدا کر دیتا ہے - رخشندہ نے اپنے روحانی کرب کو چھپانے کے لیے اپنا پر سونا بنایا ہے-

”کانونٹ سکول کے پڑھے ہوئے لڑکوں اورلڑکیوں میں وہ Sex consciousness نہیں ہوتی جو عموماً سب لڑکوں اور لڑکیوں میں پائی جاتی ہیں۔ وہ لڑکپن سے اپنے بھائیوں کے دوستوں کے ساتھ کھیلتی کودتی آئی تھی۔ بڑی ہو کر اسے کرن، ومل اور حفیظ احمد ایسے دوست ملے تھے۔ سوسائٹی میں وہ بڑے اطمینان سے سب سے ملتی جلتی تھی۔ غفران منزل کی روایات نے ہمیشہ اسے بتایا تھا یوں کرنا چاہئے، یوں نہیں کرنا چاہئے لیکن جب وہ اس کے سامنے آتا تو غفران منزل اور کرواہا راج کی روایات کا سارا اثر، کنور عرفان علی خان کی تربیت کی ”خوداعتمادی“ اور بھروسہ اور ”یقین“ ایک دم جانے کہاں کو غائب ہوجاتا“۔[2]

ڈاکٹر سلیم بھی رخشندہ کے لیے جذبات رکھتا تھا مثلاً مندرجہ اقتباس میں وہ پہلی نظر میں رخشندہ کو اپنا ا ئیڈیل قرار دیتا ہے-

”یہ وہی تھی جس کے امرت شیر گل جیسے سیدھے بال تھے، جس کا میڈونا کا سا ہسپانوی یا رومنی چہرہ تھا۔ جسے دیکھ کر جی گھبراتا تھا اور لگتا تھا کہیں آگ بھڑک اُٹھی ہے یا کہیں سارناتھ کے اندھیرے مندر میں تیز سرخ روشن، جاندار مخملیں گلاب جگمگا رہے ہیں۔“[3]

اس عہد کی انقلابی محرک سیاسی، معاشی وسماجی کو فلسفے سے جوڑا گیا ہے- وہ ایک اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والی پڑھی لکھی، ا زاد خیال نوجوان لڑکی اور ایک انقلاب پسند اخبار کی مضمون نگار ہونے کے باوجود اپنی شخصیت کے حصار سے نکلنے اور اپنے بورژ وائی طبقے سے نیچے اُترنا گوارہ نہیں کرتی- اس کی خارجی شخصیت (Extrovert Personality) اپنے عہد کے سیاسی و انقلابی سرگرمیوں میں مگن جبکہ اس کی داخلی شخصیت (Introvert Personality) انتشار کا شکار ہے۔ اس نے اپنے اُوپر انا کا ایک ایسا خول چڑھا رکھا ہے جس سے نکلنے کے لیے وہ تیار نہیں۔ مثلاً ناول میں ایک جگہ وہ خود کلامی

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

کرتی ہے۔

"دوسروں کو دیوتاؤں کے راگ سکھاتی اور سمجھاتی ہوں اور خود ایک انسان کے کنول نینوں کا راگ نہیں سمجھ پاتی۔ ان کی گھمبیرتا نہیں سہہ سکتی۔ اتنے دنوں بعد اس وقت اسے دفعتاً ایک بات کا پتہ چلا تھا۔ وہ اس حقیقت کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں تھی لیکن بہر حال یہ حقیقت تھی۔ وہ اس آدمی سے خوفزدہ ہے۔ اس سے بھاگنا چاہتی ہے۔"[4]

اس ناول کے تمام کردار باصلاحیت مگر داخلی کشمکش میں مبتلا ہیں- یہ سب کردار یکساں طور پر برصغیر کے تقسیم، ہجرت اور فسادات سے متاثر ہوتے ہیں- مصنفہ نے اپنی رومانوی تخیل اور طرز تحریر کو بروئے کار لاتے ہوئے جہاں ایک طرف فرد کے داخلی دکھ، تنہائی اور انتشار کو بیان کیا ہے، وہاں ہندوستانی تہذیبی زوال، مٹتی ہوئی اقدار اور تقسیم کے بعد ہونیوالے فسادات کی بھی تصویر کشی کی ہے- بقول ڈاکٹر رحمت علی شاد:

"یہ حقیقت ہے کہ ملک کی تقسیم اور ہجرت کے المیوں سے ہماری جذباتی، ثقافتی اور روحانی بنیادیں متزلزل ہوئیں، بٹوارے کے بعد براعظم کی معاشرتی و سماجی زندگی اور انسانی رشتوں کی بے قدری وپامالی کا ہولناک پہلو حقیقت بن کر ہمارے سامنے آیا، ان تمام پہلوؤں کی جیتی جاگتی تصویریں ہمیں قرۃ العین حیدر کے ہاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔"[5]

"میرے بھی صنم خانے" میں قرۃ العین حیدر نے جس خاص بورژوائی طبقے کی زندگیوں کا عکس دکھایا ہے وہ تعیش طبع کے لیے سیاسی، سماجی، فلاحی اور انقلابی سرگرمیوں میں مگن اپنے عالی شان ایوانوں میں بیٹھ کر انقلابی مضامین لکھتے ہیں اور یہ ہندوستان کے تقسیم کے مطالبے کو محض ایک خواب سمجھتے ہیں لیکن ان کی زندگیوں کاالمیہ تب شروع ہوتا ہے جب یہ لوگ جنگ عظیم کے اثرات اور ہندوستان کی تقسیم کی بلائے ناگہانی کو حقیقت کے روپ میں اپنے ارد گرد دیکھنے لگتے ہیں۔ اس طرح یہ ناول ایک پوری نسل کا المیہ پیش کرتا ہے۔ قرۃ العین حیدر نے اس ناول کی فنی تخلیق سازی میں شعور کی رو سے کام لیا ہے۔ اس ناول میں نہ تو مرتب پلاٹ پایاجاتا ہے، نہ ہی روایتی انداز میں کرداروں کے ذریعے کہانی کو بیان کیا گیا ہے بلکہ ایک سلسلہ خیال ہے جس سے ناول کا ارتقاء ہوتا جاتا ہے اور ناول کے مرکزی

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

خیال تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالمغنی کے مطابق:

”یہ ایک رواں دواں قصہ ہے جسکے اجزاء کچھ رنگوں کی طرح بکھرے اور کچھ راگوں کی طرح ملے جلے ہیں اسی بیت کو جدید تنقید کی اصطلاح میں خیال کی رو یاچشمہ خیال Stream of Consciousness کہا جاتا ہے۔“(6)

مصنفہ کے اس ناول کے اسلوب پر اس زمانے میں جبکہ ترقی عہد تھا - نے بہت تنقید کی- "پوم پوم ڈارلنگ" کے نام سے عصمت چغتائی، نے تنقیدی مضمون بھی لکھا لیکن اس ناول کا غیر جانبدارانہ مطالعہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جہاں کہیں ضرورت پڑی ہے مصنفہ نے رومانیت کا پردہ چاک کیا ہے- بقول نثار عزیز بٹ:

”حقیقت کو کسی گلاب کی سرخ مخملیں پھول، کسی ہرے جنگل کے پتوں، کسی ہوا کے معطر جھونکے سے نہیں ڈھانپا“۔(7)

مصنفہ کی شخصیت روشی کے کردار میں اجگر ہوئی ہے- اس کردار کے تجزے سے مصنفہ کے کردار کا بھی تجزیہ ہو جاتا ہے- روشی احساس کمتری کی وجہ سے نمایاں رکھنا چاہتی ہے- اس کے شعور کے اندر جو ایگو (Ego) ہے اس نے بچپن ہی سے اس کو معاشرے میں اپنا مقام بنانے پر راغب کیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اس کے ذاتی لاشعور (Personal unconscious) کا حصہ ہے کیونکہ ڈاکٹر سلیم کے ساتھ افیئر اس کے ایگو کو گوارہ نہیں۔

رخشندہ ایسی تمام باتوں کو جو ان کے اقدار، روایات اور اخلاقیات کے زمرے سے باہر تھی اپنے ذاتی لاشعور میں دبا لیتی ہیں- یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر سلیم کے ساتھ افیئر یا جذباتی لگاو کو وہ معاشرتی دباو کے تحت اپنے شعور سے ذاتی لاشعور میں دھکیلتی ہے- رخشندہ جیسی بہادر لڑکی کا سلیم کے سامنے ا تے ہی اپنی خود اعتمادی کھو بیٹھنا دراصل اس کے اجتماعی لاشعور میں موجود ”Archetypal hero“ آرکیٹائپل ہیرو کا تصور ہے۔ اس کو معاشرے میں جو منصب ملا ہے وہ یہی وجہ ہے کہ رخشندہ کے اجتماعی لاشعور میں یہ بات موجود رہتی ہے کہ چاہے جو بھی ہے وہ ایک عورت ہے اور معاشرتی اقدار کے لحاظ سے کسی مرد کے ساتھ جذباتی وابستگی کہیں اس کی بدنامی کا باعث نہ بنے اور یہ احساس جو کہ ایک آفاقی ادراک یا universal perception ہے اس کو ڈاکٹر سلیم سے دور رکھتی ہے۔ اس کی شخصیت میں میں بزدلی کی وجہ (Shadow) کی کمزوری ہے۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

وہ احساس تنہائی اور احساس زیاں میں مبتلا ہوتی ہے۔ سلیم نارسائی اور عدم اعتماد کا جذباتی مریض ہے۔

مصنفہ نے جس پُرا شوب دور میں ہوش سنبھالا اس وقت وہ خود خارجی عناصر سے متاثر ہو کر بہت حد تک اپنے باطن میں، اپنی ماضی میں پناہ لے کر سکون محسوس کرتی تھی- ۴۰ء کی دہائی میں جس طرح تقسیم ہند، تہذیبی ومعاشرتی زوال، تقسیم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے لاتعداد مسائل اور خود مصنفہ کی پاکستان ہجرت نے ان کی خارجی و باطنی شخصیت اور جذبات کوجس طرح ٹھیس پہنچایا اس کی ایک جھلک ہمیں رخشندہ کی شخصیت میں ملتی ہے- وہ اس ناول میں رخشندہ کے رویے میں خود اپنی موجودگی کا احساس دلاتی رہتی ہے- اس دور کے خارجی حالات نے جس طرح مصنفہ کی شخصیت کو جھنجھوڑا اس کا عکس ان کی تحریروں میں واضح طور پر پایا جاتا ہے-

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

حوالہ جات

1. قرۃ العین حیدر ''میرے بھی صنم خانے'' سنگ میل پبلی کیشنز ص: ۴۰
2. قرۃ العین حیدر ''میرے بھی صنم خانے'' سنگ میل پبلی کیشنز ص: ۱۱۴
3. قرۃ العین حیدر ''میرے بھی صنم خانے'' سنگ میل پبلی کیشنز ص: 114
4. قرۃ العین حیدر ''میرے بھی صنم خانے'' سنگ میل پبلی کیشنز ص: ۱۱۳
5. ڈاکٹر رحمت علی شاد، "قرۃ العین حیدر کا تصور تاریخ وتہذیب، ص 88
6. ڈاکٹر عبدالمغنی ''قرۃ العین حیدر کا فن'' گلوب پبلی کیشنز لاہور ص: ۳۸
7. نثار عزیز بٹ ''قرۃ العین حیدر کا فن'' گلوب پبلی کیشنز لاہور ص: ۳۱